فہرستِ سلام

نمبر شمار	مطلع	شاعر	صفحہ نمبر
۱	ہلالِ محرم نشانِ عزا ہے	مرزا	۴۱
۲	مجرئیؔ شاہ کا ہوں خلد میں ہے گھر میرا	انیس	۴۲
۳	قافلہ شہ کا سلامی لبِ دریا اُترا	دبیر	۴۲
۴	مغموم ہے جو عاشقِ شیدا ہے علی کا	عشق	۴۳
۵	سر پیٹیں نہ ہم مجرئیؔ کیونکر رمضاں میں	دلگیر	۴۴
۶	سلامی خلق میں محشر بپا ہے	صفی	۴۵
۷	ایک بیمار سے اے مجرئیؔ سب گھر چھُوٹا	الفت	۴۵
۸	گراں بہا ہیں جواہر ہمارے سینے میں	نفیس	۴۶
۹	سلامی روتے ہیں خیر البشر محرم میں	تاثیر	۴۷
۱۰	سلامی کربلا میں جب بنا ابنِ حسن دُولہا	فصیح	۴۸
۱۱	رن میں آکر سکینہ پکاری گھر چلو بھائی مہندی لگادوں		۴۹
۱۲	اے سلامی پیر مرتے ہیں جواں کے سامنے	دبیر	۴۹
۱۳	شہر بانو کہے پیٹ کر سر گور میں میرا بچہ ڈرے گا	فاضل	۵۰
۱۴	رو رو کہتی تھی بانو دُکھیا آؤ اصغر تمہاری بلالوں	مجروح	۵۱
۱۵	اصغر سلامی تیرِ ستم کھاتے آتے ہیں	مونس	۵۲
۱۶	کفن پہنے شہِ مظلوم کے انصار رن میں تھے	فصیح	۵۳
۱۷	مجرئیؔ کہتے تھے سرور کہ لٹا گھر دوں گا	ذہین	۵۴
۱۸	چین اے مجرئیؔ شبیرؑ کو دم بھر نہ ملا	سجاد	۵۵

نمبر شمار	مطلع	شاعر	صفحہ نمبر
۱۹	یہ بعد قتل امامِ امم کا حال ہوا	رفعت	۵۵
۲۰	سلامی جانگزا ہے رنج و غم خاصانِ داور کا	شمیم	۵۶
۲۱	مقتل میں تھا جو لاشۂ اصغرؑ تمام رات	خلیل	۵۷
۲۲	فدا ہوں اس پہ سلامی ہے جس کا نام حسینؑ	آصف	۵۸
۲۳	سلامی سوئے مقتل سیدِ ابرار آتے ہیں	"	۵۹
۲۴	مجرئیؔ زنداں میں عابدؑ یہ محن دیکھا کئے	نظیر	۶۰
۲۵	گھر کو چھوڑا شاہ نے جنگل بسانے کے لئے	تعشق	۶۰
۲۶	آہِ سوزاں لب تک آئی اشکِ ناب آنے کو ہے	وحید	۶۱
۲۷	اے سلامی ہند میں فصلِ عزا آنے کو ہے	رشید	۶۲
۲۸	سلامی لعینوں نے کیا کیا جفا کی	مونس	۶۲
۲۹	سر و تن میں شہ کے جُدائی ہوئی	"	۶۳
۳۰	مجرئیؔ پیدا ہوا تھا سمؑ حسنؑ کے واسطے	ہادی	۶۴
۳۱	معراج عرش پر ہو پیمبرؐ کے واسطے	لائق	۶۵
۳۲	سلامی گرتے تھے کٹ کٹ کے سر تیغ دو پیکر سے	عاقل	۶۶
۳۳	مجھ کو اِن خاصانِ داور سے محبت ہو گئی	اصفر	۶۷
۳۴	راہ آنکھوں سے کرے طے ولولہ ایسا تو ہو	عارف	۶۷
۳۵	حشر کے دن خوش رہوں گا مرتضیٰؑ کے سامنے	جاوید	۶۸
۳۶	حق جان کر ہوں مدح سرا بوترابؑ کا	نگیں	۶۹
۳۷	توبہ ایسی ہو کہ جیسے حُرؑ پشیماں ہو گیا	"	۶۹
۳۸	علیؑ کو لوگ جو پروردگار کہتے ہیں	"	۷۰

سلام ۲

مجرئی شاہ کا ہوں خلد میں ہے گھر میرا
منتظر حوریں ہیں مشتاق ہے کوثر میرا

شاہ کہتے تھے لعینو نہ ستاؤ مجھ کو
ماں ہے زہراؑ مری نانا ہے پیمبرؐ میرا

بانوؑ کہتی تھی کہ جنگل میں ڈرے گا لوگو
کبھی تنہا نہیں سویا علی اصغرؑ میرا

جو کوئی پوچھتا کیا سن تھا تو کہتی بانوؑ
چھ مہینے سے بھی کم تھا علی اصغرؑ میرا

کہتی تھی روحِ محمدؐ یہ تماشا یوں سے
بند آنکھیں کرو کنبہ ہے کھلے سر میرا

شاہ کہتے تھے نہ سوجھی مجھے عباسؑ کی لاش
لے گئے ہاتھ پکڑ کے علی اکبرؑ میرا

شاہ کہتے تھے کہ کیا قتل کروں امت کو
میں ہوں شمشیرِ خدا صبر ہے جوہر میرا

شمرؔ کہتا تھا میں جب کرتا تھا شبیرؑ کو قتل
کیسی مظلومی سے منہ تکتے تھے سرور میرا

گریۂ احمدؐ و زہراؑ کی صدا آتی تھی
پکڑے لیتا تھا کوئی ہاتھ سے خنجر میرا

گر فلک مجھ سے ہے برگشتہ تو کیا غم ہے نفیسؔ
پنجتن حامی ہیں اللہ ہے سر پر میرا

سلام ۳

قافلہ شہ کا سلامی لبِ دریا اترا
پر مقدر میں نہ اک پانی کا قطرہ اترا

کربلا کا جو کسی شہر میں نقشہ اترا
مجرئی بولی زمیں عرشِ معلیٰ اترا

امتحاں کی جو ترازو میں قضا نے تولا
حُر وفاداریٔ شبیرؑ میں پورا اترا

سجدۂ حق سے نبیؐ نے نہ اٹھایا سر کو
پشتِ اقدس سے نہ جب تک کہ نواسا اترا

فوج منزل پہ اترتی تو سکینہؑ کہتی
صاحبو دیکھو کدھر ہے میرا بابا اترا

آیا جب تک نہ مدینہ میں سرِ ابنِ زیاد
سوگِ ناموسِ نبیؐ میں نہ کسی کا اترا

سوگ زینبؑ نے حضرت کا اتارا یارو
پر نہ جنت میں سیہ جامۂ زہراؑ اترا

بانوؑ کہتی تھی کہ کس روز پہنایا افسوس
خون میں بھر کے مرے بچے کا کرتا اترا

عقد کی صبح کو کس دولہا کا یہ حال ہوا
تن سے سر اترا سرِ پاک سے سہرا اترا

گرد بیٹوں کو پھرا کر یہ کہا زینبؑ نے
میرے بھائی کی بلا ردّ ہو یہ صدقہ اترا

جلد وہ دن ہو دبیرؔ آ کے کہیں اہلِ نجف
ہند سے آئے کہاں ذاکرِ مولیٰ اترا

سلام ۴

مغموم ہے جو عاشقِ شیدا ہے علیؑ کا
گل رنگ لہو سے رخِ زیبا ہے علیؑ کا

ہے آج کی شب حیدرؑ کو صبحِ قیامت
اب کوچ سوئے جنتِ اعلیٰ ہے علیؑ کا

ماتم چمنِ دہر میں برپا ہے علیؑ کا
مہماں ہیں اب خاتمہ ہوتا ہے علیؑ کا

پیشانیٔ پُر نور ہے تلوار سے زخمی
اللہ کی اطاعت میں یہ نقشہ ہے علیؑ کا

افلاک سے کہتے ہوئے آتے ہیں فرشتے
پرسا ہمیں شہزادوں کو دینا ہے علیؑ کا

ہمسائیوں نے زینبؑ و کلثومؑ سے پوچھا
شہزادیو جی آج تو اچھا ہے علیؑ کا

کس یاس سے ارشاد کیا وقتِ دعا ہے
کچھ زرد بہت چاند سا چہرہ ہے علیؑ کا

شانوں کو ید اللہ کے تھامے ہیں نمازی
سجدے کی جگہ خون ٹپکتا ہے علیؑ کا

سر پیٹتے ہیں خاک اڑاتے ہیں زن و مرد
جس سمت سے تابوت نکلتا ہے علیؑ کا

پوچھو جو غذا نانِ جویں خاک بچھونا
دنیا میں لقب تارکِ دنیا ہے علیؑ کا

تھراتی ہے آواز نکل پڑتے ہیں آنسو
ہر ایک مؤذن کو یہ صدمہ ہے علیؑ کا

سر پیٹتی ہیں پہلوؤں میں زینبؑ و کلثومؑ
ہیں گردِ حرم بیچ میں لاشہ ہے علیؑ کا

ہر سمت ہے غل قتل ہوا شیعوں کا آقا
غم فرش سے تا عرشِ معلیٰ ہے علیؑ کا

دنیا میں وسیلہ ہے نہ عقبیٰ میں وسیلہ
اے عشق اگر ہے تو سہارا ہے علیؑ کا

سلام ۵

سر پیٹیں نہ ہم مجرئی کیونکر رمضاں میں
مجروح ہوا تھا سرِ حیدرؑ رمضاں میں

تر خوں سے اسی ماہ میں مُنہ میرا کرینگے
یہ بات علیؑ کہتے تھے اکثر رمضاں میں

اِس ماہ میں ہو قتل جو حیدرؑ سا نمازی
کیوں دھوم عبادت کی نہ ہو رمضاں میں

مومن سے عجب ہے جو نہ اِس ماہ میں روئے
داماد کو روتے ہیں پیمبرؐ رمضاں میں

جو صوم ہے فرض ایسا ہی رونا ہے حیدرؑ
ہے فرض ہوا مومنوں پر رمضاں میں

سر کھولنا واجب ہے کہ ماتم میں علی کے
ہے نیت نبیؐ کھولے ہوئے سر رمضاں میں

اس ماہ میں دیندار نہ کیوں کر ہوں سیہ پوش
ہاں کالی ہے زہراؑ کی بھی چادر رمضاں میں

اس مہ میں ہوئی تھی غمِ حیدر میں قیامت
اغلب ہے بپا حق کرے محشر رمضاں میں

زہراؑ جگر افگار سے کہنے لگے احمدؐ
جس سال کہ پیدا ہوئے شبرؑ رمضاں میں

الماس سے ماریں گے اِسے ماہِ صفر میں
پیدا جو ہوا ہے یہ دلبر رمضاں میں

شبیرؑ کا سر ماہِ محرم میں کٹے گا
اور ہو وے گا زخمی سرِ حیدرؑ رمضاں میں

غم خلق میں تو اَم ہے پدر اور پسر کا
کیوں عالم میں شور نہ ہو ہر رمضاں میں

یاد آتی محرم میں ہے تیغ سرِ حیدرؑ
یاد آئے نہ کیوں شمر کا خنجر رمضاں میں

اگلے برس میں ہے روضے پہ علیؑ کے
دلگیر ہوا ہے خالقِ اکبر رمضاں میں

سلام ۶

سلامی خلق میں محشر بپا ہے
وفاتِ حضرتِ خیر النساءؑ ہے

یہی آتی ہے ہر چکّی سے آواز
بتولِ پاک فخرِ آسیا ہے

ملک آتے نہیں بے اذن گھر میں
یہ قدر اہلبیتِ مصطفیٰؐ ہے

پیمبرؐ کو جو روئی شب و روز
اِسی کو آج کنبہ رو رہا ہے

کہا حیدرؑ سے زہراؑ نے یہ رو کر
کہ ساتھ اپنا تمہارا چھٹا ہے

مری دو بیٹیاں ہیں اور دو بیٹے
یتیمی کا ہر اِک کو سامنا ہے

سپرد اِن کو میں کرتی ہوں تمہارے
تمہارا حافظ و ناصر خدا ہے

کنیزیں خاک اُڑاتی ہیں سروں پر
ہر اک کے لب پہ یہ فریاد و فغاں ہے

گریباں چاک ہیں سبطینِ احمدؐ
سرِ حیدرؑ پہ کوہِ غم گرا ہے

علیؑ کی بیٹیاں سر پیٹتی ہیں
جنازہ گھر سے زہراؑ کا چلا ہے

یہ ماں کی لاش پر زینبؑ کے ہیں بین
ہوئیں خاموش کیوں کیا ماجرا ہے

کہو کچھ مُنہ سے بیٹی تم پہ قرباں
بتاؤ درد کیسا ہاتھ کا ہے

نہیں کوئی ہوس دل میں صفؔی کے
فقط سر میں ہوائے کربلا ہے

سلام

ایک بیمار سے اے مجرئی سب گھر چھوٹا
باپ ماں چھوٹے بہن چھوٹی برادر چھوٹا

شہ سے اے مجرئی عباسِ دلاور چھوٹا
پڑ گیا غُل کہ برادر سے برادر چھوٹا

بولے شاہ ہم سا نہ ہوگا کوئی آوارہ وطن
قبر نانا کی چھٹی شہر چھٹا گھر چھوٹا

ختم ہے بازوئے شاہ شہدا پر جراٗت
ہاتھ سے قبضۂ شمشیر نہ دم بھر چھوٹا

یاد بیٹے کی بھلا بھولتی بانو کیوں کر
بعد اٹھارہ برس کے علی اکبرؑ چھوٹا

دے کے عباس کو میداں کی قضا شہ نے کہا
بعد مدت کے تیرا ساتھ برادر چھوٹا

جب سکینہؑ نے سنا مر گئے زیبا یہ چچا
یاس پانی سے ہوئی ہاتھ سے ساغر چھوٹا

گردشیں چرخ نے زینبؑ کو دکھائیں کیا کیا
سر بازار پھریں قید ہوئیں گھر چھوٹا

وہ عزیز و رفقا شہ سے ہوئے رن میں جدا
جیتے جی ساتھ نہ جس کا کہیں دم بھر چھوٹا

بھر کے مشکیزہ جو ہیں نہر سے نکلے عباسؑ
تیر ہر ایک کے چلّے سے برابر چھوٹا

جب تلک جیتے رہے آنکھ سے آنسو نہ تھما
شغل رونے کا نہ سجادؑ سے دم بھر چھوٹا

رن میں تب غسل و کفن سب شہدا نے پایا
قید سے جب پسرِ ساقیٔ کوثر چھوٹا

پھر وسیلہ تری بخشش کا نہیں اے الفتؔ
تیرے ہاتھوں سے اگر دامنِ سرور چھوٹا

سلام ۸

گراں بہا ہیں جواہر ہمارے سینے میں
سلامی دولتِ نادر ہے اس خزینے میں

سفر کیا شہ والا نے تیسری تاریخ
مدینہ لٹ گیا شعبان کے مہینے میں

عزیزو روؤ کہ ماہِ محرم آپہنچا
حسینؑ ذبح ہوئے ہیں اسی مہینے میں

کہا امام نے اہلِ وطن سے وقتِ سفر
تمہارے ہجر کے ہیں داغ میرے سینے میں

یہ ہے مرا سفر آخری خدا حافظ
حسینؑ پھر کے نہ آئے گا اب مدینے میں

دعا یہی سفر کربلا کے شوق میں ہے
کہ طے ہو راہ برسوں کی اک مہینے میں

حسینؑ کو نہ ملا تین روز قطرۂ آب
بہا دو خونِ دل آنکھوں سے پانی پینے میں

لکھا ہے کانپ گیا روضۂ رسولؐ کریم
گئے جو لُٹ کے نبی کے حرم مدینے میں

کراہ کر شبِ عاشور کہتی تھی صغرا
کہ آج اُٹھتا ہے رہ رہ کے درد سینے میں

بلا کے بن میں مرے بابا جان پیاسے ہیں
چھری سی حلق پہ چلتی ہے پانی پینے میں

پڑے ہیں اس شان سے علی اکبرؑ
گلے پہ تیر ہے برچھی کا پھل ہے سینے میں

حسینؑ کہتے تھے اے چشم آب پاشی کر
عطش نے آگ لگا دی ہے میرے سینے میں

حسینؑ لاتے ہیں خیمہ میں رن سے لاشِ پسر
لہو میں تر ہے عبا اور قبا پسینے میں

نفیس تنگ دلوں سے بچاتے رکھ پہلو
کہیں ٹھیس لگے دل کے آبگینے میں

سلام ۹

سلامی روتے ہیں خیر البشرؐ محرم میں
بتولؑ پھرتی ہیں عریاں سر محرم میں

حسنؑ نے پیرہنِ سبز کو کیا ٹکڑے
غمِ حسینؑ میں با چشمِ تر محرم میں

عزیزو خاک اُڑاؤ کہ سید الشہدا
پھرے ہیں خاک بسر در بدر محرم میں

یہ وہ الم ہے کہ حکمِ خدا سے دنیا میں
فرشتے روتے ہیں آ گھر بہ گھر محرم میں

ہر ایک چیز کا موسم ہے اور بہار بھی ہے
بہار رونے کی ہوتی ہے ہر محرم میں

سیاہ پوش آلِ عبا کی حسنؑ کے خبر
سیاہ پوش ہیں ہوتے بشر محرم میں

غضب ہے کیا کہوں اکبرؑ کا اور حسینؑ کا حال
جدا ہوا ہے پدر سے پسر محرم میں

نبیؐ و حیدرؑ و زہراؑ حسنؑ ہیں سب آتے
ہمیشہ بزمِ عزا میں مگر محرم میں

شریک رونے میں ہر مومنیں کے ہوتے ہیں
اسی سے ہوتے ہیں ٹکڑے جگر محرم میں

ہوئے جو حضرتِ عباس قتل بولے حسین
کہ ہو گئی مری ٹکڑے کمر محرم میں

جو دوست دار ہیں آلِ نبی کے ہے یقیں
رہیں گے حشر تلک چشمِ تر محرم میں

جوابِ نامۂ صغرا دیا کبوتر نے
ڈبو کے خون میں سب بال و پر محرم میں

خدا کرے کہ یہ تاثیر ہووے رونے کی
بلائیں پاس شہ بحر و بر محرم میں

سلام ۱۰

سلامی کربلا میں جب بنا ابنِ حسن دولہا
جو دیکھا آرسی مصحف بہت روئے دلہن دولہا

دلہن نے آستیں پکڑی کہا گر رن کو جاتے ہو
وصیت کیوں نہیں کرتے مرے اے کم سخن دولہا

اے ابنِ عم نہ شرماؤ مجھے کچھ حکم کر جاؤ
تمہاری قبر پر بیٹھوں کہ میں جاؤں وطن دولہا

نشانی دو مجھے ایسی کہ محشر میں تمہیں ڈھونڈوں
طلب کرتی ہوں تم سے آستینِ پیرہن دولہا

لٹے گا گھر کھلے گا سر پھروں گی قید میں در در
تمہارے بعد سہنے ہیں مجھے رنج و محن دولہا

مجھے مت بھول جانا تم بلانا جلد مدت میں
تمہاری لاش جب آئے تو ہوں گی نعرہ زن دولہا

مری شادی کا ہونا اور تمہاری موت کا آنا
کہیں گے بد قدم مجھ کو جہاں کے مرد و زن دولہا

تمہاری لاش آئے گی تو کن آنکھوں سے دیکھوں گی
تمہارا خون میں ڈوبا ہوا زخمی بدن دولہا

ہمارے ہاتھ میں کنگنا بندھا ہے آج شادی کا
تمہارے بعد ظالم اس میں باندھیں گے رسن دولہا

یہ سن کر دی دلہن کو بس نشانی آستیں اپنی
چلا میداں کو رو تا کر کے برہم انجمن دولہا

ہوا اسوار تازی پر علم کی تیغ خوں افشاں
دھنسا فوجِ ستم میں مثلِ حیدر صف شکن دولہا

ہوا زخمی گرا گھوڑے سے جب آواز یہ آئی
فدا تم پر ہوا اب رن میں یا شاہِ زمن دولہا

جب آئی لاش خیمہ میں دلہن یہ کہتی ہوئی آئی
مرے مجروح تن دولہا مرے زخمی بدن دولہا

مرے عباس جواں دولہا مرے سروِ رواں دولہا
مرے حیدر نشاں دولہا مرے ابنِ حسن دولہا

فصیح آگے نہیں طاقت بیانِ درد کی سچ ہے
نہ ہوئیں گے جہاں میں نامراد ایسے دلہن دولہا

سلام ۱۱

رن میں آ کر سکینہ پکاری گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں
بنے قاسم بہن تم پہ واری گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

کیسی شادی قیامت آئی ہو گئی دولہا دلہن میں جدائی
نیک ایام میں لینے نہ پائی گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

زخم تیر و سناں تن پہ کھا کے سر سے پا تک لہو میں نہا کے
سونا جنگل میں تم آ کر بسا کے گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

بھائی کیا جلد گھر سے سدھارے رسم پوری ہوئے نہ ہمارے
منتظر ہیں براتی تمہارے گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

جوڑا شادی کا تن میں نیا ہے سو زخموں سے پرزے ہوا ہے
خون سے مت دیا میں لگا ہے گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

پہنی رنڈسالہ دلہن تمہاری چوڑیاں تھیں جو رو رو اتاری
غش میں پڑی ہے وہ غم کی ماری گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

بر میں شادی کی ذیگیں قبا ہے سر پہ پھولوں کا سہرا بندھا ہے
جسم سارا لہو میں بھرا ہے گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

خالی مسند پڑی ہے جو گھر میں خاک دلہن نے ڈالی ہے سر میں
سوگ ان کا ہے بحر و بر گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

خاک پر کس نے تم کو سلایا کس نے ہاتھوں سے کنگنا کھلایا
کس نے زخموں کی ندی میں نہایا گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

اماں بانو تو ہے غم کی مضطر پیٹتی ہے کھڑی سینہ و سر
مجھ کو بھیجا ہے با دیدۂ تر گھر چلو بھائی مہندی لگاؤں

سلام ۱۲

اے سلامی پیر مرتے ہیں جواں کے سامنے
حیف اکبر نے قضا کی باپ ماں کے سامنے

شیرِ حیدر سے کہیں چھپتی ہے دریا کی کچھار
روضۂ عباس ہے آبِ رواں کے سامنے

سلام

رونے والوں کو شہیدِ کربلا بعد فنا — خلد میں دیں گے مکاں اپنے مکاں کے سامنے
لے گئے خود پیشوائی کر کے سلطانِ زمن — حُر کو قسمت لائی ایسے قدرداں کے سامنے
کیا دلاور تھے رفیقانِ حسینؑ ابن علیؑ — کرتے تھے سینہ سپر تیغ و سناں کے سامنے
صبر کہتے ہیں اسے حدّاد لایا جس گھڑی — لے گئے عابدؑ گلا طوقِ گراں کے سامنے
قید خانہ میں پہنچ کر ہند نے یہ عرض کی — آگئے سجادِ نحیف و ناتواں کے سامنے
آپ یثرب میں کہاں رہتے تھے کس جا تھا مقام — کس کے گھر کے پاس تھا کس کے مکاں کے سامنے
آپ آلِ مصطفےٰ سے واسطہ رکھتے ہیں کچھ — آمد و شد تھی کبھی شاہِ زماں کے سامنے
خیریت سے ہیں امامِ دو جہاں حضرت حسینؑ — شکل ان کی پھرتی ہے مجھ نیم جاں کے سامنے
سنتی ہوں اک نوجواں بیٹا ہے ہم شکلِ نبیؐ — پھر دیا آتا ہے عالم اس جواں کے سامنے
زینبؑ دلگیر نے پالا ہے اُس کو گود میں — بیاہ ہو جلدی الٰہی باپ ماں کے سامنے
ہند سے زینب یہ بولی سر کو اپنے پیٹ کر — مر گیا برچھی سے وہ مجھ نیم جاں کے سامنے
بولے سجادِ حزیں اکبرؑ فقط کیا مر گئے — سب توانا مر گئے مجبور ناتواں کے سامنے
کیا کہیں اے ہند کس کس کے الم ہم نے سہے — ہو گئے کیا کیا بلائے ناگہاں کے سامنے
آگ سے خیمے جلے قیدی ہوئے لُوٹے گئے — سر کھلے اہلِ حرم کے آسماں کے سامنے
کربلا سے شام تک بھائی کے سر کے ساتھ ساتھ — سر کھلے زینبؑ پھری سارے جہاں کے سامنے
جور چرخ دوں سے نالاں ہے اگر تو اے دبیر — عرض کر جا کر شہِ عرش آستاں کے سامنے

سلام ۱۳

شہربانو کہیں پیٹ کر سر گور میں میرا بچہ ڈرے گا — ننھا لاشہ کروں دفن کیونکر گور میں میرا بچہ ڈرے گا

سلام

آہ ننھا کفن میں بناؤں اپنے ہاتھوں سے اسکو پہناؤں — خاک میں اسکو کیونکر لٹاؤں گور میں میرا بچہ ڈرے گا
یہ چونک کے جب لحد میں اٹھے گا کوئی اسکو نہ اپنا دیکھے گا — مرے پہلو کو ڈھونڈا کریگا گور میں میرا بچہ ڈرے گا
سخت مٹی یہ بچہ کہاں ہے خاک تو تنگ ہے جھولا کہاں ہے — سب تھے پیاسا کہ پنکھا کہاں ہے گور میں میرا بچہ ڈرے گا
لوریاں قبر میں کون دیگا کون سوجاؤ پیارے کہے گا — دودھ لیلا کس کا پئے گا گور میں میرا بچہ ڈرے گا
دفن کر دو یہ تھی سے جی کو سونپ دیتی ہوں روحِ نبیؐ — دم کرو پڑھ کر نادِ علی کو گور میں میرا بچہ ڈرے گا
آواز آئی زہراؑ کی ہاں گود میں ہے یہ تیرا خوش تر — صبر کر یہ کہتی ہے ورد گور میں میرا بچہ ڈرے گا
جن و انساں تھے با دیدۂ تر خستہ فاطمہ ہوئی تھا زمیں پر — جیتے کہتی تھی اصغر کی مادر گور میں میرا بچہ ڈرے گا
تیر کھایا ہے سہما ہوا ہے اسکے پہلو میں دل ہل رہا ہے — دم گیا پر نہ دھڑکا گیا ہے گور میں میرا بچہ ڈرے گا

سلام ۱۴

رو رو کہتی تھی بانو یہ دکھیا آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں — تیرا لاشہ ہے لاشوں میں کس جا آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں
ڈھونڈھتی ہوں تمہیں پھر جانی ہو کہاں مرے یوسف ثانی — پیاس میں تم نے پایا نہ پانی آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں
اب کہاں سے کہو تم کو لاؤں لوریاں دیکے کیسے سلاؤں — کس کے جھولے کی ڈوری ہلاؤں آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں
کرتے تیر پہناؤں میں کس کو اب گودی کھلاؤں میں کس کو — دودھ اٹھا پلاؤں میں کس کو آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں
حلق پر تیرِ بیداد کھا کے خوں میں سر سے پا تک نہا کے — خوب جنگل میں آرام پاتے آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں
کوک میری جلا کر مری جاں ہو گئے راہِ خالق پہ قرباں — چھ مہینے کے تھے ماں کے مہماں آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں
آ مرے جانِ مادر آ جا گود خالی ہے آ کر لپٹ جا — کہیں جنگل میں تم ڈر نہ جاؤ آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں
کیا غضب آ گیا میرے گھر پر کوئی چھوٹا بڑا ہے زبانی — مارا تیغ نے میرے جگر پر آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں
ننھا سر سناں پر چڑھا ہے کنبہ سر ننگے ہوا ہے — جھولا خالی تمہارا پڑا ہے آ ذرا اصغر تمہاری بلا لوں

میرے اندھیارے گھر کے اُجالے میری آغوش میں سونے والے — کس طرف ہو میرے بھولے بھالے آؤ اصغرؑ تمہاری بلا لوں
ماں کو اپنی نہ اتنا رلاؤ نیند سے چونک کے ہاتھ لاؤ — گھٹنیوں گھٹنیوں چل کے آؤ، آؤ اصغرؑ تمہاری بلا لوں
× لکھنؤ مجروح بانو کی فغاں دل میں ٹوٹ دیا ہے مرے غم کا پیکاں — رو رو کہتی تھی بانو یہ ہر آں آؤ اصغرؑ تمہاری بلا لوں

سلام ۱۵

اصغر سلامی تیرِ ستم کھاتے آتے ہیں — گردن پدر کے ہاتھوں پہ لٹکائے آتے ہیں
تیروں کا مینہ برستا ہے ننھی سی لاش پر — کالی گھٹا کی طرح لعیں چھائے آتے ہیں
پانی دیا نہ ظالموں نے پیاسے ہی مر گئے — گل کی طرح سے دھوپ میں مرجھائے آتے ہیں
بازو چھدا ہے شاہ کا بچہ ہے خوں میں تر — اصغر کی لاش چھاتی سے لپٹائے آتے ہیں
حضرت کو ہے یہ سوچ کہ بانو کہے گی کیا — یوں مارے شرم کے منہ چھپائے آتے ہیں
بالی سکینہؑ جھانک کے ڈیوڑھی کے پردے سے — بولی یہ بیبیوں مرے ماں جائے آتے ہیں
بولے وداع کر کے یہ اکبرؑ کو شاہِ دیں — مرنے کے واسطے تمہیں پہنچانے آتے ہیں
روتی تھی لاش شاہ پہ زہراؑ کہ اے حسینؑ — بابا تمہارے لحد سے گھبرائے آتے ہیں
شہادت کے بعد اٹھ کے ملو نانا جان سے — لینے تمہیں وہ بانہوں کو پھیلائے آتے ہیں
زینبؑ پکاری مر گئے شہ اب لوٹنے کو گھر — میدان سے سوار گھوڑوں کو دوڑائے آتے ہیں
کہتے تھے لوگ ہے یہی ناموسِ مصطفےٰ — اونٹوں پہ سر کو شرم سے منہ ڈالے آتے ہیں
کیا ظلم ہے کہ ایک کے سر پر نہیں ردا — چہروں پہ اپنے بالوں کو بکھرائے آتے ہیں
پہنچے حرم وطن میں تو ہر سمت غل ہوا — آفت زدہ ستم زدہ دکھ پائے آتے ہیں
صغراؑ وطن میں کہتی تھی بابا کی خیر ہو — ہاتھوں سے سر کو پیٹتے ہمسائے آتے ہیں

عابد سے جو مدینہ میں حضرت کو پوچھتا — کہتے تھے رو کے ہم انہیں دفنائے آتے ہیں
مونس سلام سن کے ترا بزمِ غم میں لوگ — منہ آنسوؤں کا چشم سے برسائے آتے ہیں

سلام ۱۶

کفن پہنے شہِ مظلوم کے انصار بن میں تھے — سلامی چاند سے چہرے وہ تابندہ کفن میں تھے
محرم کا جو دیکھا چاند روئی فاطمہ زہرا — پکاری ان دنوں لوگو مرے بابا وطن میں تھے
بنے کو شوق مرنے کا تھا بھی کو ڈر رنڈاپے کا — کریں باتیں حواس اتنے کہاں دولہا دلہن میں تھے
محبوب پیاسے میں دستور ہے شربت پلانے کا — مگر پیاسے براتی شادیٔ ابنِ حسنؑ میں تھے
سر و تن جب ملے سر کے تن نے تب کہا سر سے — کرے گور و کفن افتادہ تم بن ہم تو بن میں تھے
کہو کچھ سرگزشت اپنی کہاں تھے کس طرح تھے تم — وہاں آرام و آسایش تھی یا رنج و محن میں تھے
کہا سر نے کبھی ہم تھے سرِ نیزہ پہ سرگرداں — کبھی لٹکے ہوئے تھے گاہ دستِ تیغ زن میں تھے
کبھی پوشیدہ و پنہاں رہے ہم خوان کے اندر — کبھی ہم آشکارا اہلِ حرم کی انجمن میں تھے
کبھی ہم راکھ میں آلودہ تھے تنور کے اندر — کبھی ہم سامنے ظالم کے سونے کے لگن میں تھے
کبھی قندیل سا ہم تھے درِ حاکم پہ آویزاں — کبھی اپنی سکینہؑ لاڈلی کے پیرہن میں تھے
امیرِ شام نے جس دم بلایا سامنے اپنے — بندھے بازو اسیرانِ حرم کے اک رسن میں تھے
چلے جب دفن کو سرور رو کے زینبؑ پیار سے لپٹی — عجب کلمے فراق و یاس کے بھائی بہن میں تھے
چلے جب دفنِ اکبرؑ کو کہا سجادؑ نے ماں سے — کبھی پھل برچھیوں کے بھائی اکبرؑ کے بدن میں تھے
نفیسؔ اگلے برس ہم تھے پیمبرؐ کے مدینہ میں — کبھی روضہ میں زائر تھے کبھی بیت الحزن میں تھے

سلام ۱۷

مجرئی کہتے تھے سرور کہ لٹا گھر دوں گا
مہم اُمتِ عاصی کو میں سر کردوں گا

لاش بچہ کی لئے راہ میں کہتے تھے حسینؑ
کہہ کے اب کیا تری ماں سے تجھے اصغر دوں گا

جب نبیؐ روتے تھے امت کو تو کہتے تھے حسینؑ
نانا میں دو سندیں پیشِ خدا اِدھر دوں گا

آج کیوں روتے ہو محشر میں تو کل دیکھئے گا
عذر اک ہاتھ سے سر ایک سے محضر دوں گا

مصطفٰےؐ نے کہا پھر تم کہو کیا دو گے حسینؑ
تم کو تو ہدیہ میں اُمت کے میں دلبر دوں گا

مسکرا کر کہا شبیرؑ نے ہاں میں سمجھا
میرا سر ہدیہ تمہارا ہے میں کیونکر دوں گا

میرے دینے کو دیا ہے میرے خالق نے بہت
بھانجے دوں گا پسر دوں گا برادر دوں گا

مجھ سے کیا پوچھتے ہیں آپ کو دوں گا کیا کیا
ایک ہدیہ دیا تم نے میں بہتر دوں گا

آپ دیں نہ تو تفصیل دوں دینے کی
یاں تلک دوں گا کہ وسعت سے بھی باہر دوں گا

بالیاں بی بی سکینہ کے کرتے باقر کے
طوق تک بچوں کی منت کے بڑھا کر دوں گا

مقنع عباس کی زوجہ کا تو بانو کا نقاب
بلکہ ہاں زینبِ بیکس کی بھی چادر دوں گا

سر کھلے اونٹوں پہ بلوے میں پھریں گے در در
پردہ امت کا رہے اپنا لٹا گھر دوں گا

اور دینے کو سب گھر لئے جاتا ہے حسینؑ
جو جو اُمت پہ پڑے گا وہ مقرر دوں گا

خیر جو ہو سو ہو دوزخ سے بچا لا کر میں
سامنے آپ کے اُمت کو کھڑا کر دوں گا

پیش جب نامہ اعمال مرا ہو گا ذہین
اس پہ رومال بھرا آنسوؤں کا دھر دوں گا

سلام ۱۸

چین اے مجرئی شبیرؑ کو دم بھر نہ ملا
تشنہ لب قتل ہوئے پانی کا ساغر نہ ملا

طائرِ جاں شہ بیکس کی خبر کو پہنچا
قتلِ صغرا جو سکینہ کو کبوتر نہ ملا

کہا سجادؑ نے تقدیر ہے اپنی اپنی
طوق گردن سے ملا حلق سے خنجر نہ ملا

یوں اولوالعزم ہزاروں ہوئے اور ہونگے بہت
قتلِ شبیرؑ مگر ایک کو لشکر نہ ملا

خیر فرزندِ علیؑ کون ہوا ایسا شہید
تن تو مدفون ہوا گردن سے مگر سر نہ ملا

لاشۂ شہ سے یہ رہتی یہ صدا آتی تھی
آج سونے کیلئے دامنِ مادر نہ ملا

کیا ہی صدمہ ہوا سجادؑ کو جس دم دیکھ
سارا اسباب ملا اور سرِ سرور نہ ملا

سلام ۱۹

یہ بعدِ قتلِ امامِ امم کا حال ہوا
کہ سر سناں پہ چڑھا جسم پائمال ہوا

کھلا سر اس کا بدن اُس کا پائمال ہوا
یہ ایک رات کے دولہا دولہن کا حال ہوا

سپاہِ شام کی کوئے کے در سے ٹکرائی
جو حملہ ور پسرِ شیرِ ذوالجلال ہوا

حبیب ہو گیا محبوبِ کبریا کا وہ
بشر جو دارِ فنا میں محبّتِ آل ہوا

بہایا نہر پہ اک دم میں خون کا دریا
جو حمد ور اسدِ کبریا کا لال ہوا

چلی جو تیغ دل و جانِ فاتحِ خیبر
بچا نہ جان کا جنات کو خیال ہوا

کہا حسینؑ نے ٹوٹی کمر مری اس دم
فرات پر جو برادر کا انتقال ہوا

یہ بانو کہتی تھی اصغرؑ کی لاش پر رو کر
کہ ہائے ایک بھی پورا نہ تجھ کو سال ہوا

رولا رولا کے کیا قتل اس کو اعدا نے
نہ حق کو جس کا گوارا کبھی ملال ہوا

اُجڑ گیا زہراؑ کا باغ اک دن میں
ستم سے باغیوں کے قطع ہر نہال ہوا

جفایہ شمر نے کی دخترِ شہ دیں پر
کہ صورتِ گل سوسن وہ گل سا گال ہوا

صدا دی گھوڑے سے گر کر جو شہ کو اکبرؑ نے
سفید ریشِ پیمبر کا ہر ایک بال ہوا

اگرچہ تھا مرا دشمن یہ چرخ اے نعت
علیؑ معین تھے بیکا نہ کوئی بال ہوا

سلام ۲۰

سلامی جانگزا ہے پنج دغم خاصانِ داور کا
قلق سبطینؑ کا زہراؑ کا حیدرؑ کا پیمبرؐ کا

سدا شہرہ رہے گا جود و خلق و زورِ حیدرؑ کا
قطار و شیر و انگشتر کا در کا روح کے پر کا

علی کی تیغ کے دم سے ہوا ہے ہر معرکہ فیصل
اُحد کا بدر کا صفین کا خندق کا خیبر کا

یہ پانچوں سورے اے دل پنجتن کی شان میں آئے
قمر کا شمس کا رحمان کا مریم کا کوثر کا

فدائے شاہ ہو کر حرؑ نے کس کس کا شرف پایا
اویسؓ و زیدؓ کا عمارؓ کا سلمانؓ کا بوذرؓ کا

نشاں مٹ کر وفاداری میں کیسا نام نکلا ہے
ظہیرؓ و مسلمؓ و وہبؓ و حبیبؓ و حرؓ صفدر کا

غلام پنجتن کو ڈر نہیں ان پانچ چیزوں کا
اجل کا جانکنی کا، قبر کا، برزخ کا محشر کا

ملا ہے ثواب رونے والوں کو اک آہ میں کیا کیا
صلوٰۃ و صوم کا خمس و زکوٰۃ و حج اکبر کا

ہمارے واسطے شہ نے گوارا کر لیا مٹنا
حرم کا آبرو کا جان کا اولاد کا گھر کا

سوائے تشنگی شبیرؑ کو ایک ایک صدمہ تھا
بھتیجوں بھانجوں کا بھائی کا اکبرؑ کا اصغرؑ کا

برابر زخم پر ہے زخم شہ کے جسم اطہر پر
تبر کا تیر کا تلوار کا نیزے کا خنجر کا

غضب ہے اتنے صدمے ایک جانِ خواہرِ شہ پر
ردا کا قید کا بچوں کا اکبرؑ کا برادر کا

سکینہ لے گئی یہ پانچ داغ اس باغِ عالم سے
طمانچوں کا رسن کا باپ کا سقے کا گوہر کا

چلے بیمار یا کانٹے چبھے یا غل سنے ہے ہے
سلاسل کا پسر کا ماں پھوپھی کا چھوٹی خواہر کا

تڑپ کر کہتی تھی بانو کروں کس کس کا میں ماتم
جواں کا طفل کا داماد کا دختر کا شوہر کا

قیامت ہے نئی بیاہی بہن بچپن میں کیا کیا غم
پدر کا بھائی کا گھر کا رنڈاپے کا کھلے سر کا

تہِ خنجر امامِ پاک کو کس کس کا دھیان آیا
بہن کا بیٹی کا بیمار کا اُمت کا محشر کا

تپِ ہجراں میں جلنے کو چراغ اک رہ گیا باقی
نبی و فاطمہ کا حیدر و شبیر و شبر کا

شمیم اس کلمۂ وحدت کا ہر دم دھیان رکھتا ہے
میں بندہ ایک کا دو تین اور نو کا اکہتر کا

سلام ۲۱

مقتل میں تھا جو لاشۂ اصغر تمام رات
جنگل میں ڈھونڈھتی رہی مادر تمام رات

عریاں تھی لاش شمعِ شبستانِ مصطفےٰ
پروانہ وار پھرتی تھی خواہر تمام رات

بابا کو یاد کر کے سکینہ نہ سوتی تھی
اس کو نہ چین آتا تھا دم بھر تمام رات

رو رو کے ہائے اپنے چچا کو پکار کر
بالی سکینہ مانگا کی گوہر تمام رات

اک بے وطن کے قتل کی تیاریاں جو تھیں
برپا تھا فوجِ شام میں محشر تمام رات

قبضے کو چومتے رہے تلوار تول کر
شوقِ جہاد میں رہے اکبر تمام رات

لاشے رہے شہیدوں کے عریاں جو دشت میں
بے چین قبر میں رہے سرور تمام رات

مہلت جو ایک شب کی ملی یوں بسر ہوئی
حق کی نماز میں رہے سرور تمام رات

کرتے تھے شاہ بخششِ امت کی یاں دعا
واں شمر تیز کرتا تھا خنجر تمام رات

پانی کیا جو بند لعینوں نے شاہ پر
نالاں رہا بہشت میں کوثر تمام رات

نوکِ سناں پہ یا کہ صدف روتی میں مگر
معجز نما رہا سرِ سرور تمام رات

خیمے میں عقد کی ہوئی مشہور یہ خبر
افسردہ دل رہے بنِ شبّرؑ تمام رات

بے خانماں پڑی رہیں بیباتِ دشت میں
کیا گذری ہوگی رانڈوں کے دل پر تمام رات

سُن کر بکا و نالۂ فریادِ اہلِ بیتؑ
قائم یہ آسماں رہا کیوں کر تمام رات

ہے سجدہ گر فرشتوں کی جو کربلا خلیلؔ
آتے ہیں آسماں سے زمیں پر تمام رات

سلام ۲۲

فدا ہوں اس پہ سلامی ہے جس کا نام حسینؑ
مرا معین مرا آقا مرا امام حسینؑ

صبا کو بھیج کے روضہ پہ کر رہا ہوں دُعا
کریں قبول الٰہی مرا سلام حسینؑ

جو کربلا کی زمیں پر ہوا تھا اُن کا ورود
ٹھہر کے دیکھتے تھے قبر کا مقام حسینؑ

سُنا نہ ہائے کسی سنگدل نے لاکھ کہا
رسولؐ کا ہوں نواسا ہے میرا نام حسینؑ

نہ پوچھو وقت وہ کیسا تھا جب مدینے سے
چلے ہر ایک کا لیتے ہوئے سلام حسینؑ

میں اپنے دل کو بہت پاک صاف رکھتا ہوں
کہ شاید اس میں کسی دن کریں قیام حسینؑ

پناہ لیتے تھے دشمن اجل کے دامن میں
جو وار کرتے تھے لے کر علیؑ کا نام حسینؑ

یہ حال ہے کہ نہ ہاتھ اُٹھ سکے نہ سر خم ہو
رسولؐ آئے ہیں کیونکر کریں سلام حسینؑ

چڑھا سناں پہ سرِ حق پرست حق یہ ہے
بلند کر کے دنیا میں اپنا نام حسینؑ

یہ خوب درد ملا ہے زبان و دل کے لئے
کہ روز و شب ہے حسینؑ اور صبح و شام حسینؑ

زبانِ خشک پہ یہ بار بار آتا تھا
گناہ گار ہو پانی کا لے جو نام حسینؑ

یہ جانتا ہوں بجھے گی جبھی لگی دل کی
جب اپنے ہاتھ سے کوثر کا دیں گے جام حسینؑ

کوئی جو پوچھا کہ نام آپ کا تو فرمایا
شکستہ دل وطن آوارہ تشنہ کام حسینؑ

مری کچھ اور تمنا نہیں ہے اے آصفؔ
یہ آرزو ہے بنا لیں مجھے غلام حسینؑ

سلام ۲۳

سلامی سوئے مقتل سیدِ ابرار آتے ہیں
ہتھیلی پر دھرے سر خلق کے سردار آتے ہیں

ہمارے خواب میں جب سیدِ ابرار آتے ہیں
مبارکباد دینے طالعِ بیدار آتے ہیں

جگر میں درد لب پر آہ آنسو دونوں آنکھوں میں
بڑے سامان سے حضرت کے ماتم دار آتے ہیں

خیالِ شہِ والا میں دلِ مضطر یہ کہتا ہے
اُٹھا اے دردِ جگر تعظیم کو سرکار آتے ہیں

اس آنے کے فدا کس شان سے رن میں حسینؑ آئے
یوں ہی آتے ہیں بس مرنے کو جو تیار آتے ہیں

سواری ہے یہ اکبرؑ کی کہ قدرت کا نمونہ ہے
شباہت کہہ رہی ہے احمدِ مختار آتے ہیں

بڑے فیاض ہیں یہ رونے والے بھی کہ مجلس میں
جب آتے ہیں لُٹانے گوہرِ شہوار آتے ہیں

ابھی خیمہ سے نکلے بھی نہ تھے غل مچ گیا رن میں
علمبردار آتے ہیں علمبردار آتے ہیں

ادھر سے پیش ہوتا ہے جو ہدیہ اشکِ ماتم کا
ادھر سے بھی صلہ میں موتیوں کے ہار آتے ہیں

ہوئی سجادؑ کی آمد تو شور اُٹھا یہ میداں میں
کہ بن کر یوسفِ مصر عابدِ بیمار آتے ہیں

یہ سنتے ہیں کہ حضرت اپنے بیمارِ محبت کو
دمِ آخر پلانے شربتِ دیدار آتے ہیں

اندھیری رات میں بانو یہی کہہ کہہ کے روتی تھی
کہ اکبرؑ یاد تیرے چاند سے رخسار آتے ہیں

یہ دل کہتا ہے مجھ سے کہاں پڑھنے جاؤ سلام اپنا
وہ دیکھو داد دینے کو شہِ ابرار آتے ہیں

گدا ہوں میں شہ کا یہ سنتا ہوں کہ آصفؔ
مرے سر تاج رکھنے کو مرے سرکار آتے ہیں

سلام ۲۴

مجرئی زنداں میں عابدؑ بہ محن دیکھا کئے
آلِ احمدؐ کو گرفتارِ رسن دیکھا کئے

جو سلامی روضۂ شاہِ زمن دیکھا کئے
دیر تک پھر پھر کے شہ سوئے وطن دیکھا کئے

یادِ صغراؑ آگئی جب زیرِ خنجر وقتِ ذبح
دیر تک پھر پھر کے شہ سوئے وطن دیکھا کئے

حلق تو خنجر تلے اور شمرِ لعیں سینے پر سوار
تا دمِ مردن بھی شہ رنج و محن دیکھا کئے

جس کی مادر کا جنازہ رات کو اُٹھا تھا ہائے
شام میں سر ننگے اُس کو مرد و زن دیکھا کئے

اے فلک بتلا مجھے کبریٰ و قاسمؑ کے سوا
بیاہ کا صدمہ کہیں دلہا دلہن دیکھا کئے

حُلّے جس کے واسطے جبرئیلؑ لاتے تھے مدام
اس کا لاشہ خاک پر سب بے کفن دیکھا کئے

جس طرح تسبیح کے دانے ہوں رشتہ میں بہم
یوں حرم کو سب گرفتارِ رسن دیکھا کئے

شہ نے زینبؑ سے کہا جان میری سخت ہے
قتل اکبرؑ ہو گئے ہم اے بہن دیکھا کئے

باغِ زہراؑ کا جو ہم نے وصف لکھا اے نظیر
تا رقم کاغذ پہ ہم سیرِ چمن دیکھا کئے

سلام ۲۵

گھر کو چھوڑا شاہ نے جنگل بسانے کیلئے
کربلا میں آئے تھے جنت میں جانے کیلئے

ظہر کو زینبؑ سے جب ملنے گئے گھر میں حسینؑ
کوئی ڈیوڑھی پر نہ تھا پردہ اُٹھانے کیلئے

شہ اُٹھے پڑھ کر نمازِ صبح محشر ہو گیا
حضرت زینبؑ چلیں کپڑے پہنانے کیلئے

کہتی تھی ماں خط میرے اکبرؑ کو تھا بیٹا امرگ
یہ جوانی آئی تھی گویا بلانے کے لئے

تھی صدا زہراؑ کی زینبؑ مر گیا تیرا حسینؑ
گھر میں جا بیٹھی صفِ ماتم بچھانے کیلئے

بڑھتی ہے منت غدا اصغرؑ کی ہوتی ہے شروع
دودھ چھٹتا ہے چلے ہیں تیر کھانے کے لئے

کھیلتی تھی خاک سے طفلی میں زینبؑ بارہا
مشق کی تھی کربلا میں خاک اڑانے کے لئے

دستِ عابدؑ چوم کر طفلی میں کہتے تھے حسینؑ
پھول سے یہ ہاتھ ہیں قبریں بنانے کے لئے

اے عشق وائے حسرت کچھ نہیں زادِ سفر
ہاتھ خالی بیٹھے ہو دنیا سے جانے کے لئے

سلام ۲۶

آہ سوزاں لب تک آئی اشکِ ناب آنے کو ہے
جوش میں گل ہے دھواں اُٹھا گلاب آنے کو ہے

سامنے عادل کے عصیاں سے حجاب آنے کو ہے
ڈر ہے اے رحمت کہ اب فردِ حساب آنے کو ہے

بعد مردن ضو دکھایا چاہتا ہے داغِ دل
قبر کی ظلمت ہو رخصت آفتاب آنے کو ہے

یاد کرتے ہیں طفلی کو جوانی میں بشر
وقت پیری کا ابھی بعدِ شباب آنے کو ہے

آستیں اُلٹی ہے شہ نے اب اُلٹتی ہے زمیں
قلب تھراتے ہیں ڈر سے انقلاب آنے کو ہے

قلبِ نازک پر غبار آنے نہ پائے اے زمیں
تیرے گھر مہماں غلامِ بوترابؑ آنے کو ہے

نزع میں کر لوں زیارت اے اجل دم لے ابھی
جو مرا مشکل کشا ہے وہ جناب آنے کو ہے

اے فرشتو ایک دم تھم جاؤ پھر کرنا سوال
میرا مولاؑ بہرِ تلقیں جواب آنے کو ہے

ماتمِ شبیرؑ میں اُٹھتا ہے رو کر کون کون
دیکھئے کس کس کے حصہ میں ثواب آنے کو ہے

شہ کو پیری میں دکھاتا ہے فلک اکبرؑ کا داغ
ہو کے رخصت گھر سے نکلے ہیں عتاب آنے کو ہے

سال ہے اٹھارواں عارض پہ ہے سبزہ نمو
حسن مٹ جانے کو ہے مرگِ شباب آنے کو ہے

قتل کرنے لاتے ہیں کوٹھے پہ مسلمؑ کو لعیں
وقتِ آخر ہے لبِ بام آفتاب آنے کو ہے

طوق پہناتے ہیں ظالم عابدِ بیمار کو
جسم لرزاں ہے گہن میں آفتاب آنے کو ہے

کہتے تھے شہ ظلم کی کچھ حد بھی ہے اے ظالمو
قہرِ خالق سے ڈرو روزِ حساب آنے کو ہے

طشت میں سرور کا سر اور سرِ دربار آہ
سر برہنہ زینبؑ عصمت مآب آنے کو ہے

مدحِ آلِ مصطفےٰ ہرگز نہ کم ہو اے وحیدؔ
عندلیبِ گلشنِ زہراؑ خطاب آنے کو ہے

سلام ۲۷

اے سلامی ہند میں فصلِ عزا آنے کو ہے
کربلا سے بادشاہِ کربلا آنے کو ہے

دور رہنا قبر سے منکر نکیر آنا نہ پاس
گھر میں بندے کے نصیری کا خدا آنے کو ہے

قبر میں شانہ ہلا کے مجھ سے کہتے تھے ملک
جاگ اے مومن نصیری کا خدا آنے کو ہے

حکمِ خالق یہ ہوا کعبہ بنا جلدی خلیلؑ
گھر میں مہماں اک نصیری کا خدا آنے کو ہے

رو کے پھوپھی سے یہ کہتی تھی سکینہؑ پیاس میں
مشک لے کر نہر سے میرا چچا آنے کو ہے

پیار کر کے رن میں اصغرؑ کو یہ کہتے تھے حسینؑ
باپ کے ہاتھوں پہ بیٹے کی قضا آنے کو ہے

بولے شاہ اصغرؑ کو دفنا کر نہ ڈرنا میرے لال
پاس تیرے آج کی شب مرتضیٰؑ آنے کو ہے

صرف ہم کو ہے شہِ دیں کا بھروسہ اے رشیدؔ
قبر میں مشکل کو میری مرتضیٰؑ آنے کو ہے

سلام ۲۸

سلامی لعینوں نے کیا کیا جفا کی
نہ شاکی ہوئی آلِ مشکل کشا کی

یہ معنی ہیں تسلیم و صبر و رضا کے
کہ قاتل کے حق میں بھی شہ نے دعا کی

نہ چھوٹی دمِ مرگ تک فاطمہؑ سے
اطاعت علیؑ کی عبادت خدا کی

رہے ہاتھ چکی سے مجروح دونوں
یہ حالت تھی مخدومۂ آسیا کی

دمِ قتل سرور نے پانی جو مانگا
گلے پر چلی دھار تیغِ جفا کی

یہ کہتی تھی بنتِ علیؑ وقتِ غارت
کچھ اے شمرِ لعیں قیمت نہیں اس ردا کی

مرے سر پہ للہ رہنے دے اس کو
کہ یہ کہنہ چادر ہے خیرالنساء کی

تماشائی کہتے تھے کوفہ میں ہنس کر
یہ سر ننگے زینبؑ ہے قدرت خدا کی

اُٹھا رات کو جس کی ماں کا جنازہ
وہ اب دن کو محتاج ہے اک ردا کی

نہ باندھو مرے ہاتھ کہتی تھی زینبؑ
لعینوں میں بیٹی ہوں مشکل کشا کی

نہ گھبرا کشش ہوگی خود واں سے لئیقؔ
مقدر میں گر خاک ہے کربلا کی

سلام ۲۹

سر و تن میں شہ کے جدائی ہوئی
سلامی ستم کی لڑائی ہوئی

اُترنے بھی پاتے نہ دریا پہ شہ
لعینوں کی ایسی چڑھائی ہوئی

صف آرا ہوئے یہاں بہتر جواں
اُدھر جمع ساری خدائی ہوئی

ہدایت کی باتوں پہ شہ سے لڑے
بھلائی بھی کرنا برائی ہوئی

زہے اوجِ اقبالِ حُرؓ جری
کہ دربارِ شہ تک رسائی ہوئی

یہ فریاد کرتی تھی روحِ بتول
کہ ضائع مری سب کمائی ہوئی

دمِ صبح سے ظہر تک ہے غضب
بھرے گھر کی بالکل صفائی ہوئی

کہا شہ نے ویراں نہ ہو گی کبھی
یہ بستی ہماری بسائی ہوئی

یہ کہتے تھے بھائی کے لاشہ پہ شاہ
قلق ہے کہ تم سے جدائی ہوئی

چلے گھر سے اپنے دمِ قتل شاہ تو بے تاب زہرؑا کی جائی ہوئی
ملے گا نہ بھائی تجھے اے بہن قیامت تلک اب جدائی ہوئی
سرِ شہ سے کافر مسلماں ہوا یہ مرنے پہ معجز نمائی ہوئی
پلا تھا جو آغوشِ زہرؑا میں آہ وہ زلفِ دوتا پیچ کھائی ہوئی
کئے شمرؔ نے یوں سکینہؑ کے ہاتھ کہ مجروح نازک کلائی ہوئی
نہ چھوٹی مصیبت سے وہ جیتے جی جب آئی اجل تب رہائی ہوئی
اُسی در کی مونسؔ گدائی کرو جہاں سب کی حاجت روائی ہوئی

سلام ۳۰

مجرئی پیدا ہوا تھا قاسمِ حسنؑ کے واسطے اور بنا خنجر شہ تشنہ دہن کے واسطے
اے فلک زینبؑ کو تونے کیوں پھرایا دربدر ماتمِ شبیرؑ کیا کم تھا بہن کے واسطے
خلعتِ شاہانہ قاسم کو پہنایا جس گھڑی خوب سارونے شہِ بیکس حسنؑ کے واسطے
اے فلک انصاف سے تجویز تیری دور ہے گردنِ سجادؑ ہو طوق و رسن کے واسطے
ہو کے زخمی جب گرا گھوڑے سے ابنِ بوترابؑ خاک مرہم ہوگئی زخمِ بدن کے واسطے
جس گھڑی بندھنے لگا کنگنا تو ہاتف نے کہا دستِ کبریٰ میں جگہ رکھنا رسن کے واسطے
جب مدینہ کو چلے عابدؑ تو کہتے تھے سبھی داغِ شہ سوغات ہے اہلِ وطن کے واسطے
خنجر و تیر و سناں و گرز و شمشیر و تبر رن میں سب حیلے تھے بس شہ کے بدن کے واسطے
بولے عابدؑ اکبرؑ و اصغرؑ تو ہوں شہ پر نثار اور ہم جیتے رہیں رنج و محن کے واسطے
آفت و رنج و مصیبت اور تسلیم و رضا پانچ چیزیں یہ تھیں پنجتنؑ کے واسطے

شمر سے کہتی تھی زینبؑ لے نہ تو چادر مری یہ ردا رہنے دے بھائی کے کفن کے واسطے
بے کفن تھا لاشۂ نوشاہ رن میں اے فلک منہ چھپانے کو نہ چادر تھی دلہن کے واسطے
قیدِ حسرت سے الٰہی جلد ہادیؔ ہو رہا کر دعا مقبول میری پنجتنؑ کے واسطے

سلام ۳۱

معراج عرش پر ہو پیمبرؐ کے واسطے برچھی پہ ہو جگر سرِ سرورؑ کے واسطے
بیٹی نبیؐ نے حق نے عطا کی ہے ذوالفقارؑ مخصوص مرتبے ہیں یہ حیدرؑ کے واسطے
تنہائی اپنی دیکھ کے گریاں ہوئے حسینؑ عباسؑ و عونؑ و قاسم و جعفر کے واسطے
زینبؑ تڑپ رہی تھیں تو بانوؑ تھیں بیقرار اکبرؑ کے واسطے علی اصغرؑ کے واسطے
آلِ عباؑ تھے نرغۂ اعدا میں سر کھلے یہ ظلم اہلِ بیتِ پیمبرؐ کے واسطے
پہنچے جو کربلا میں شہِ دیں تو یہ کہا مخصوص یہ زمیں ہے بہتر کے واسطے
اہلِ ستم کریں گے غریبوں پہ یاں ستم خوشنودئ یزیدؔ ستم گر کے واسطے
ہوگا نبیؐ کی آل پہ جنگل میں قحطِ آب ترسیں گے بچے پانی کے ساغر کے واسطے
ناوک گلوئے اصغرِ بے شیر کے لئے نیزہ ہے سینۂ علی اکبرؑ کے واسطے
پیاسے ہیں میرے خون کے اعدائے دیں تمام لاکھوں ہیں جمع ایک مرے سر کے واسطے
خنجر ہے شمرؔ کا مرے حلقوم کیلئے میرا گلا ہے شمرؔ کے خنجر کے واسطے
پاسِ ادب کریں گے نہ کچھ بانیِ ستم گھر میں در آئیں گے زر و زیور کے واسطے
ایذا لئے تازیانۂ شمرِ ستم شعار زنجیر و طوق عابدؑ مضطر کے واسطے
ہوگی جفا یہ میری سکینہؑ پہ میرے بعد مجروح کان ہوئیں گے گوہر کے واسطے

سلام

زینبؑ پھرائی جائے گی بلوائے عام میں　　محتاج ہو گی مقنع و چادر کے واسطے
کرتے تھے ظلم لاشۂ شبیرؑ پر عدو　　زینبؑ تڑپ رہی تھی برادر کے واسطے
لائق ہے مبتلائے غم و رنج یاحسینؑ　　آؤ مدد کو حیدرؑ صفدر کے واسطے

سلام ۳۲

سلامی گرتے تھے کٹ کٹ کے تیغ دو پیکر سے　　ادھچھل پڑتے تھے کافر نعرۂ تکبیر حیدرؑ سے
کربلا کی زمیں سیراب جو تسنیم و کوثر سے　　اُسی کی آلِ پاک افسوس پانی کے لئے ترسے
عزائے شہ کے آنسو ہیں ہمارے پاس اے مالک　　شرارے کیوں نہ دوزخ کے مشابہ ہوں گلِ تر سے
قدم جس راہ میں رکھتے ہوئے ڈرتے تھے پیغمبرؐ　　وہ منزل دیکھنا کس طرح طے کی شاہ نے سر سے
عجب کہرام تھا خیمہ میں ہر سو اک قیامت تھی　　شہِ دیں جب چلے مرنے کو مل کر اپنی خواہر سے
مصیبت پر مصیبت غم پہ غم آفت پہ آفت تھی　　رہیں تا زیست گریاں بنتِ زہراؑ چھٹکے مادر سے
کمر خم ہو گئی عباسؑ کے مرتے ہی سرورؑ کی　　محبت ایسی ہوتی ہے برادر کو برادر سے
لئے بوسے علیؑ اور زہراؑ دونوں نے پیمبرؐ سے　　لبِ دندانِ شہ بڑھ کر نہ کیوں ہو لعل و گوہر سے
درِ زنداں پہ جن کے وارثوں کے سر پہلے نیزوں پر　　وہ قیدی سر کو ٹکرائیں نہ کیوں دیوار و در سے
بہاتے ہیں جو آنسو چشمِ تر سے شاہؑ کے غم میں　　ملیں گے ساغرِ تسنیم ان کو دستِ حیدرؑ سے
لگائیں سیلیاں گوہر اتارے گھرکیاں بھی دیں　　سکینہؑ کو بہت پہنچی اذیت شمرِ لعیں خود سر سے
خدا ترسی کر کہتے تھے شہ اصغرؑ کو دکھلا کر　　غضب ہے دودھ پیتا بچہ پانی کے لئے ترسے
شبِ تاریک میں نوحہ یہی تھا اُمِ لیلیٰؑ کا　　خداوند ملا دے مجھ کو میرے ماہ پیکر سے
شہیدوں پر کہیں یہ ظلم بھی دنیا میں دیکھا ہے　　کہ فرقِ مصحفِ ناطق ہوا سیپارہ پتھر سے

سلام

شمیمِ نظمِ عاقلؔ سے ہے خوشبوئے جناں پیدا　　زباں دھوئی ہوئی ہے مدح خواں کی آبِ کوثر سے

سلام ۳۳

مجھ کو ان خاصانِ داور سے محبت ہو گئی　　جن کی الفت اجرِ تبلیغِ رسالت ہو گئی
مدحتِ شہ شافعِ روزِ قیامت ہو گئی　　لوگ منہ تکتے رہے میری شفاعت ہو گئی
اک طرف تو دونوں عالم کی عبادت ہو گئی　　اک طرف ضربتِ علیؑ کی ایک صورت ہو گئی
سامنے شہ کے جو اکبرؑ کی شہادت ہو گئی　　دیکھتے ہی دیکھتے زائل بصارت ہو گئی
جس نے کی دل سے نبیؐ کی پیروی اتباع　　خالقِ علام کو اس سے محبت ہو گئی
مقتدی عیسیٰؑ بنے ہیں حضرتِ مہدیؑ امام　　دو قدم آگے رسالت سے امامت ہو گئی
اللہ اللہ گوہرِ اشکِ غمِ سبطِ رسولؐ　　قصرِ دُرِ خُلد اس موتی کی قیمت ہو گئی
جون کہتے تھے جو کھا کر زخم نکھرا رنگِ رُخ　　شکر ہے اُمت کے بخشانے کی صورت ہو گئی
خونِ فوجِ شہ کی پھیلے کیوں نہ جنگل میں شمیم　　جب ہوئے پامالِ گل بربادِ نکہت ہو گئی
زخم کھا کر مسکرا دیتے تھے حق کی راہ میں　　شاہِ دیں کو وجہِ راحت ہر جراحت ہو گئی
شاہ بے گور و کفن کا ہم کو آتا ہے خیال　　دل کی صورت صورتِ تعویذِ تربت ہو گئی
الفتِ سادات ایسی کی دل میں ہے اصغرؔ میرے　　دل کی دولت بہم جن کی بدولت ہو گئی

سلام ۳۴

راہ آنکھوں سے کرے طے ولولہ ایسا تو ہو　　سجدے کرتا جائے شوقِ کربلا ایسا تو ہو

سلام

جو فاقہ کر کے دے سائل کو بے منت طعام
ہو کوئی گر خلق کا حاجت روا ایسا تو ہو

ساتھ لے جائیں گے جنت میں غلاموں کو علی
رہنما و شافعِ روزِ جزا ایسا تو ہو

داغ اکبر کا اٹھا کر شکر حضرت نے کیا
ہو کسی کا دل اگر صبر آزما ایسا تو ہو

ہاتھ حُر کے کھول کر پہنچا یا شہ نے خُلد تک
رہنما ایسا تو ہو مشکل کشا ایسا تو ہو

کہتے تھے اکبرؑ سے حضرت جب میں گھوڑے گرے گرد
تھام لے بازو کوئی اے دل رُبا ایسا تو ہو

راہِ حق میں شوق سے شہ نے سہے کیا کیا الم
حاملِ رنج و غم و درد و بلا ایسا تو ہو

ڈوبتا بیڑا بچایا سر کٹا کر شاہ نے
کشتیٔ دینِ نبیؐ کا ناخدا ایسا تو ہو

پا برہنہ دیکھ کر عابد کو کہتے تھے ملک
جادہ پیمائے رہِ صبر و رضا ایسا تو ہو

خامہ و کاغذ نہ چھوٹے ہاتھ سے عارفؔ ذرا
مدحِ سرور کا طبیعت میں مزا ایسا تو ہو

سلام ۳۵

حشر کے دن خوش ہوں گا مرتضیٰ کے سامنے
اس کا بندہ ہوں یہ کہہ دوں گا خدا کے سامنے

سہل اب کیونکر نہ ہو عقدہ نامل کا حساب
یہ گرہ بھی کھُل گئی مشکل کُشا کے سامنے

غم میں دو بچوں کے ہیں آنکھوں سے دو دریا رواں
لاشیں آئی ہیں جو بنتِ مرتضیٰ کے سامنے

جتنے قطرہ ہیں پسینہ کے وہ کہدیں گے ابھی
یہ سفینے تھم نہیں سکتے ہوا کے سامنے

رُو برو حیدرؑ کے کعبہ میں ہوئے بت سرنگوں
بُت بھی سجدے کو جھکے گر کر خدا کے سامنے

بابِ خیبر لوجھ میں یوں تو سوا تھا کوہ سے
تھا وہ اک تنکے سے کم دستِ خدا کے سامنے

قبر میں پاؤں کو پھیلانے کی ضد اچھی نہیں
بے ادب کتنا خیال مشکل کُشا کے سامنے

مل گیا جاوید اب تو رتبۂ معراج بھی
پست ہے گردوں ترے ذہنِ رسا کے سامنے

سلام

سلام ۳۶

حق جان کر ہوں مدحِ سرا بوترابؑ کا
مختارِ کن وصی ہے رسالت مآبؐ کا

حقِ علیؑ چھپائے چھپایا نہ جائے گا
چھپتا نہیں سحاب سے نورِ آفتاب کا

ممکن نہیں قدم بہ قدم غیرِ مرتضیٰؑ
سایہ بھی تو نہ دیکھا رسالت مآبؐ کا

وحدت خدا کی حُبِّ علیؑ طاعتِ نبیؐ
لُبِّ لباب ہے یہ خدا کی کتاب کا

عباسؑ نے جو ضبطِ شجاعت میں جان دی
اب تک عیاں جلال ہے عالی جناب کا

میں کیا جواں ہوا غمِ اکبرؑ ہوا جواں
بچپن سے کر رہا ہوں میں ماتم شباب کا

کڑیل جواں اُگلتا ہے خوں اور حسینؑ ہائے
یہ رنگ دیکھتے ہیں پسر کے شباب کا

پڑھتی ہے ہائے لاشۂ اصغر پہ ماں نماز
پانی کلیجہ ہو گیا اُمِّ ربابؑ کا

خاک ایسی جوانی پہ سنتا ہے یہ نگیں
اکبرؑ کی موت اور زمانہ شباب کا

سلام ۳۷

توبہ ایسی ہو کہ جیسے حُر پشیماں ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے جنت کا ساماں ہو گیا

اس کو کہتے ہیں ولا حیدرؑ کی جس سے لا کلام
اہلِ بیتِ مصطفےٰ سے ایک سلماں ہو گیا

تیر نکلا پاؤں سے اور بے خبر تھے مرتضیٰؑ
یوں اصولِ طاعتِ خالق نمایاں ہو گیا

مدفنِ شبیرؑ کی کیسی حفاظت حق نے کی
ہر دلِ مومن مزارِ شاہِ ذیشاں ہو گیا

جب کہ تاریکی میں گھبرایا عزادارِ حسینؑ
داغِ دل مرقد میں اشکِ ماہِ تاباں ہو گیا

حق حسینِؑ تشنہ لب کا جان کر روتا ہے جو
فاطمہ کہتی ہے مجھ پر تیرا احساں ہو گیا

ہم ہوں گر برباد یا آباد کیا غم یا خوشی
فاطمہ کے چین کا گلشن تو ویراں ہو گیا

جان دے کر چھ مہینے میں خدائی مول لی
مالکِ ہر شش جہت اصغرؑ سا ناداں ہو گیا

نوجواں اکبرؑ نے جب کھا کر سناں آواز دی
لالِ زہراؑ کا سرِ مقتل پریشاں ہو گیا

آج تک آتے نہ پائی ہائے کچھ فصلِ بہار
اس طرح برباد احمدؐ کا گلستاں ہو گیا

کام تیرے آئے میری جاں حسینؑ ابنِ علیؑ
نام ہو جائے نگیںؔ آقا پہ قرباں ہو گیا

سلام ۳۸

علیؑ کو لوگ جو پروردگار کہتے ہیں
ہم اس کو جذبۂ ناخوشگوار کہتے ہیں

پُلِ صراط سے مستانہ وار جاتا ہوں
اسی کو حُبِّ علیؑ کا خمار کہتے ہیں

بقائے رب نہیں ممکن مگر ادھر دیکھو
علیؑ کو صورتِ پروردگار کہتے ہیں

جواں حبیبؑ بوڑھا ہوا ہے مقتل میں
ریاضِ عشق کی اس کو بہار کہتے ہیں

ہر اک حسینؑ کا حامی تھا طالبِ سبقت
پکاری موت انہیں جاں نثار کہتے ہیں

میری لحد کیلئے پائنتی ہے اکبرؑ کی
ہے فکر کیا مجھے کس کو فشار کہتے ہیں

پُرو پُرو کے میرے اشک حوریں کہتی ہیں
انہیں کو ہم گہرِ آبدار کہتے ہیں

جگر پکڑ کے علی الدنیا بعدک الا فا
پسر کی لاش پہ شہ بار بار کہتے ہیں

حسینؑ کو نہ گرا دو صدا یہ آتی تھی
نبیؐ کے دوش کا اس کو سوار کہتے ہیں

لقب یہ زینبؑ و کلثومؑ کا اُنہے کوفہ
علیؑ کی بیٹیوں کو بے دیار کہتے ہیں

گہن ثبوت غمِ شاہِ کربلا ہے ہم
قمر کو اپنا دلِ داغدار کہتے ہیں

سوارِ دوشِ نبیؐ زیرِ خاک ظلم ہے ہے
پلٹ پلٹ کے یہ لیل و نہار کہتے ہیں

اجازت آپ کی گر ہو تو پھول بن جائیں
امامِ وقت سے ہر بار حر کہتے ہیں

نکل کر نار سے حُر نور میں چلا آیا
اسی کو شہ کے کرم کی پکار کہتے ہیں

امام ساتھ رکھیں اس کو اپنی جنت میں
نگیںؔ کو شاہ کا سب غم گسار کہتے ہیں